بند دروازے

واجدہ تبسّم

پہلی بات

سبق شروع کرنے سے پہلے آیئے ہم علّامہ اقبالؔ کی یہ نظم پڑھیں:

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانہ وہ باغ کی بہاریں ، وہ سب کا چہچہانا
آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی اپنی خوشی سے آنا ، اپنی خوشی سے جانا
کیا بدنصیب ہوں میں ، گھر کو ترس رہا ہوں ساتھی تو ہیں وطن میں ، میں قید میں پڑا ہوں
آئی بہار ، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں
آزاد مجھ کو کردے ، او قید کرنے والے
میں بے زباں ہوں قیدی تو چھوڑ کر دعا لے

بعض لوگ گھر کی رونق بڑھانے کے لیے پرندوں کو پنجروں میں قید کر دیتے ہیں مثلاً طوطا، مینا جیسے پرندے جو ہمارے ساتھ رہ کر ہماری باتیں بھی سیکھ لیتے ہیں۔ انھیں پنجرے میں بند کر دینا ہمیں اچھا لگتا ہے مگر کیا قید کیا ہوا پرندہ ہمارے گھر میں خوش رہ سکتا ہے؟

'بند دروازے' ایک ایسی ہی کہانی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ پرندوں کو پنجروں میں قید کر کے رکھنا اُن پر ظلم ہے۔

جان پہچان

یہ کہانی مشہور ادیبہ واجدہ تبسم نے لکھی ہے جو ۱۶/ مارچ ۱۹۳۵ء کو امراؤتی میں پیدا ہوئیں۔ حیدرآباد کے ماحول میں ان کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ ناگپور یونیورسٹی سے انھوں نے اُردو میں ایم.اے کیا تھا۔ اپنے شوہر کے ساتھ وہ ممبئی میں رہیں اور وہیں ۷/ دسمبر ۲۰۱۰ء کو ممبئی میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے افسانوں کے تقریباً پندرہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں 'آیا بسنت سکھی'، 'شہر ممنوع' اور 'پھول کھلتے ہیں' مشہور ہیں۔ بچوں کے لیے انھوں نے 'بند دروازے' نامی کتاب بھی لکھی ہے۔

ممّی کچن میں مصروف تھیں۔ باہر بچوں نے قیامت مچا رکھی تھی۔ ایک دو بار انھوں نے کھڑکی میں سے جھانک کر دیکھا لیکن کچھ پلّے نہ پڑا۔ بس ایسا لگتا تھا کہ پچھواڑے کوئی میلہ لگا ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں دھڑ دھڑ کرتے سارے بچّے کچن میں گُھسے چلے آئے۔ آگے جاوید میاں تھے۔ اُن کے ہاتھ میں ایک پنجرہ تھا۔

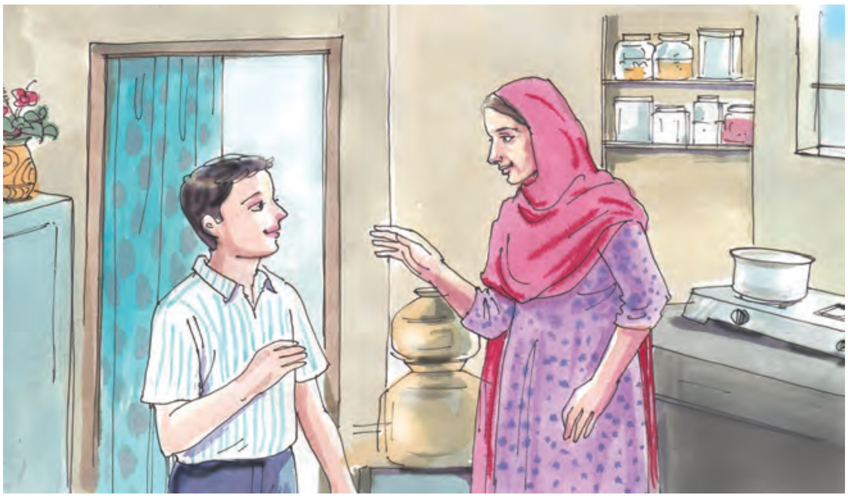

"ممّی..... ممّی! پلیز چھے روپے ......" پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان جاوید میاں بڑے زور زور سے کہہ رہے تھے۔ ممّی کچھ نہ سمجھ کر، ذرا جھلّا کر بولیں، "پہلے سانس تو ٹھیک کرلو۔ آخر ماجرا کیا ہے؟"

جاوید میاں ذرا سنبھل کر بولے، "ممّی..... ممّی وہ ہم نے نا، وہ ہم

نے ....وہ مٹّھو بیچنے والا آیا نا، تو اس سے چھے روپے میں ایک مٹھو خریدا ہے۔ ممّی اتنی پیاری باتیں کرتا ہے کہ بس .....وہ مٹّھو والے نے پوچھا ناممّی کہ میاں مٹّھو تمھارا نام کیا ہے؟ تو ممّی.... انسانوں کی طرح بولنے لگا، ”میرا نام میاں مٹّھو ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ مجھے روٹی دو۔“ اور مارے جوش کے جاوید میاں اُچھلنے لگے۔

ممّی نے بڑی اُداس نگاہوں سے پنجرے کو دیکھا۔ اس میں ایک بے بس اور تنہا جان، ہجوم کے شور سے سہمی سہمی کونے سے لگی بیٹھی تھی۔ وہ بولیں، ”نا بیٹا نا.... ویسے چھے روپے کوئی بڑی بات نہیں لیکن خدا کے لیے ایک آزاد جان کو قیدی نہ بناؤ۔“

”ارے ممّی آپ بھی کمال کرتی ہیں! اس میں آزادی اور قید کی کیا بات ہے؟ مزے سے کھائے پیے گا۔ عیش کرے گا۔ جسے کھانے پینے کو ملے، اسے آزادی اور قید سے کیا سروکار؟“

”ننھے! تم ابھی اتنے چھوٹے ہو کہ اتنی گہرائی تک پہنچ بھی نہیں سکتے کہ آزادی کیا ہے اور قید کیا....“

ممّی تھیں کہ پگھلنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ مجبور ہو کر جاوید میاں نے رونا شروع کر دیا جیسا کہ وہ ایسے موقعوں پر کیا کرتے تھے۔ ناچار ممّی نے جا کر الماری کھولی اور چھے روپے بیٹے کے حوالے کر دیے۔ جاوید میاں کے پیچھے ان کی ساری فوج شور مچاتی پچھلے لان پر چلی گئی۔

جب اسکول جانے کا وقت ہو گیا تو جاوید میاں پنجرہ اُنگلی سے لٹکائے ممی کے پاس آئے اور بولے، ”ممّی پلیز..... جب تک میں اسکول سے نہ آجاؤں، اس کی حفاظت آپ کریں گی۔“

جاوید میاں اسکول سے لوٹے تو بستہ پھینک سیدھے پنجرے کی طرف بھاگے۔ جب وہ قریب آگئے تو انھوں نے بڑی اُداسی سے دیکھا کہ پانی کٹوری میں جوں کا توں موجود ہے اور ترکاریاں، سبزیاں ساری ویسی کی ویسی رکھی ہیں۔ ان کا دل بجھ گیا۔ اُداس لہجے میں اُنھوں نے ممّی سے پوچھا، ”ممّی اس نے تو کچھ بھی نہیں کھایا۔ پانی بھی نہیں پیا۔ ایسے تو یہ مر جائے گا۔“

”بیٹا! وہ اپنوں سے بچھڑ کر آیا ہے نا۔ ابھی اس کا دل کھانے پینے کو نہ چاہتا ہو گا۔“

جاوید میاں کے ننھّے سے دماغ میں یہ بات نہ آئی کہ جب کسی کو کھانے پینے کے سارے سامان مہیا ہوں تو پھر یہ یادواد اور بچھڑنے والوں کا خیال کیا چیز ہوتی ہے۔ اُنھوں نے ذرا ناگواری سے پنجرہ ہلا کر کہا، ”میاں مٹّھو، آخر تمھیں اور کیا چاہیے؟“ مٹّھو ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلا گیا۔ ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

جاوید میاں کے ناشتہ کرنے تک ان کے سارے دوست بھی کھا پی کر آموجود ہوئے اور سب نے پھر سے پنجرے کو گھیر لیا۔

”بولو تو میاں مٹّھو تمھارا نام کیا ہے؟“ فوزی نے مسکرا کر پوچھا لیکن مٹّھو نے کوئی جواب نہ دیا۔

پپو نے پنجرے کو ایک جھکولا دیا۔ ”ارے بھائی، اپنا نام تو بتاؤ“ .... مٹّھو پھر بھی خاموش ہی تھا۔

”یہ تو کچھ بولتا ہی نہیں،“ پنکی منہ بسور کر بولی۔ ”بھائی جان، یہ بولنا بھول تو نہیں گیا۔“

جاوید میاں ذرا اُلجھ کر بولے، ”ایسے کیسے نہیں بولے گا! اس کے اچھّوں کو بھی بولنا پڑے گا؟“ اور اُنھوں نے چلّا کر کہا، ”میاں مٹّھو، تمھارا نام کیا ہے؟“ مٹّھو سہم گیا اور پھٹ پھٹا کر ادھر سے اُدھر جا بیٹھا۔ بولا پھر بھی نہیں۔

بھوک کی برداشت نہ انسان کو ہے نہ جانور کو۔ دوسری صبح جب جاوید میاں بھاگے بھاگے مٹّھو کے پاس پہنچے تو یہ دیکھ کر اُن کی خوشی کی حد نہ رہی کہ کٹوری میں پانی بھی کم تھا اور سبزی ترکاری بھی کتری ہوئی یہاں وہاں بکھری پڑی تھی۔ اور مٹّھو میاں صبح کی ٹھنڈی

ہوا سے مست ہو کر ٹیں ٹیں کر رہے تھے۔

"یہ ہوئی نا کوئی بات!" جاوید خوشی اور فخر سے چلّائے۔

دِن گزرے تو مٹھو بالکل جاوید میاں کا ہو کر رہ گیا۔ وہ اکثر ممی کو قائل کرنے کی کوشش کیا کرتے۔ "ممّی آپ تو کہتی تھیں نا کہ کسی پنچھی کو قید نہیں کرنا چاہیے۔ وہ اپنوں سے بچھڑ جاتا ہے تو دنیا اُسے اچھی نہیں لگتی۔ اب دیکھیے نا، یہ پنجرے میں رہتا ہے، مزے میں کھاتا پیتا ہے، باتیں کرتا ہے۔ کبھی اس کا دل چاہتا ہوگا کہ آزاد ہو جائے؟"

"میں تو تب مانوں گی کہ تم اس کے پنجرے کا دروازہ کھول دو اور وہ نہ اُڑے...."

تھوڑے دنوں بعد ممّی کو خالہ امّی نے بلوایا۔ اتوار کا دن تھا۔ سب کی چھٹّی تھی۔ سب جانے کو راضی تھے۔ ممّی نے دھیرے سے پوچھا، "اچھا سب ہی جا رہے ہیں تو یہ بتاؤ تمھارے مٹّھو کے پاس کون رہے گا؟"

"مٹّھو کے پاس؟" جاوید میاں حیرت سے بولے، "کیوں اس کی کون سی ضرورت ہے؟ ہم اس کے پنجرے میں کھانے پینے کا سارا سامان رکھ جائیں گے۔ بھوک لگے گی تو کھا لے گا، پیاس لگے گی تو پانی پی لے گا۔"

"وہ تو ہے بیٹا، لیکن بلّی وِلّی کا بھی ڈر رہتا ہے نا۔"

"تو ممّی ہم اُسے اندر والے کمرے میں رکھ دیں گے۔"

"نہ بیٹا... اندر کیسے رکھ سکتے ہیں؟ جب پورا گھر ہی بند کر کے جائیں گے تو پتا نہیں ہمارے پیچھے اس پر کیا بیتے؟"

دراصل ممی تو کچھ اور ہی سوچے بیٹھی تھیں۔ اس لیے نئی نئی باتیں نکال کر جاوید میاں کو مجبور کر رہی تھیں۔

"تو پھر ممی پنجرہ ہی ساتھ نہ لے لیں؟" جاوید میاں بے حد خوشی خوشی بولے۔

"ترکیب تو ٹھیک ہے..... لیکن یہ بھی سوچ لو کہ اگر وہاں کسی نے شرارت میں پنجرے کا دروازہ کھول دیا تو کیا ہوگا؟

ایک ایک کر کے جب ان کی ہر ترکیب رد ہوتی گئی تو ممی نے آخری تجویز پیش کی، "بیٹے دن بھر کی تو بات ہے، تم خود ہی کیوں نہ اپنے مٹھو کے پاس رہ جاؤ۔"

"میں ..... میں اکیلا!؟" وہ ذرا گھبرائے۔

"کیوں اکیلے کیوں؟ مٹّھو جو رہے گا .... اور پھر ہم تمھارے دن بھر کے کھانے پینے کا پورا سامان تمھارے کمرے میں رکھ جائیں گے۔ بس اتنا ہوگا کہ دروازے بند رہیں گے۔"

مٹّھو سے جاوید میاں کو جو بے پناہ لگاؤ تھا، اس نے اُنھیں اس ایثار پر آمادہ کر ہی لیا۔

سب لوگوں کے جاتے ہی سب سے پہلے جاوید میاں نے ڈٹ کر مٹھائی کھائی، پیٹ بھرا تو سستی نے آ گھیرا۔ وہ ذرا لیٹ گئے تو آنکھ لگ گئی۔ جاگے تو سمجھے بہت وقت بیت گیا ہوگا لیکن صرف آدھ ہی گھنٹا گزرا تھا۔ بڑی بوریت ہو رہی تھی۔ سوچا، ذرا اپنے دوستوں کے ساتھ کرکٹ ہی کھیل آئیں ....مگر دروازے تو بند ہیں۔ کیرم بورڈ، سانپ سیڑھی کھیل کر تو بہت سا وقت گزارا جا سکتا ہے لیکن ان کھیلوں میں تو ساتھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ پہلی بار اس بھیانک اکیلے پن کے احساس کے ساتھ انھوں نے مٹّھو کے پنجرے کی طرف دیکھا۔ تنہا مٹّھو پروں میں منہ ڈالے اونگھ رہا تھا۔

جاوید میاں نے کمرے کے ماحول پر ایک نظر ڈالی۔ ڈھیر ساری کھانے کی ایک سے ایک مزے دار چیزیں، پڑھنے کو کتابیں،

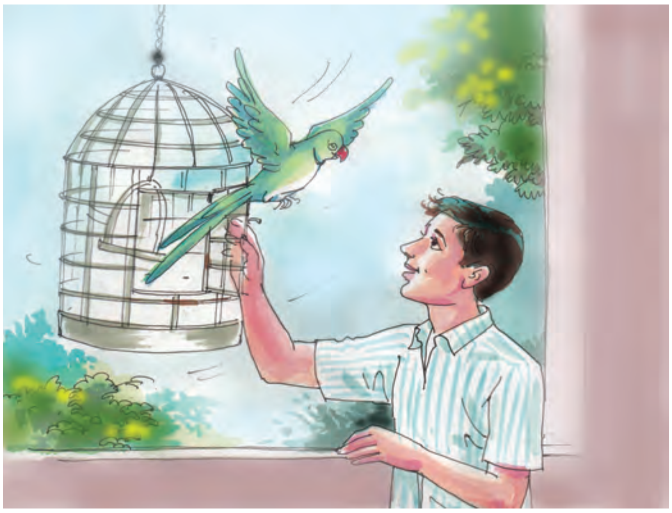

سننے کو گراموفون، .....کیا نہیں تھا؟ صرف دروازے ہی تو بند تھے.....

"پھر میرا دل کیوں نہیں لگتا؟"

جاوید میاں نے ایک بار چور نگاہوں سے پنجرے کی طرف دیکھا۔ مٹھّو کے پاس بھی اُس کی ضرورت بھر کا سامان رکھا ہوا تھا۔ ان میں اور مٹھّو میں کوئی بات ایک سی ضرور تھی۔ ایک بے کلی کا احساس تھا جو دل کو مسوسے جا رہا تھا۔ پھر اُن کا چھوٹا سا دل ایک دم اپنے پپّا، بھائیوں، بہنوں اور سب سے بڑھ کر اپنی ممّی کے لیے مچل اُٹھا اور انھوں نے کونے میں منہ چھپا کر رونا شروع کر دیا۔ روتے روتے پتا نہیں کب ان کی آنکھ پھر لگ گئی۔ جاگے تو دن ڈھل رہا تھا اور اُن کی بھوک چمک اُٹھی تھی۔ اُن کی نگاہ سامنے جا پڑی۔ تنہائی کا مارا طوطا بھی سر جھکائے مرچیں کتر کتر کر کھا رہا تھا۔ اُن کے رکے ہوئے آنسو تیزی سے اُبلنے لگے۔ وہ لپک کر اُٹھے اور انھوں نے پنجرے کا بند دروازہ ایک جھٹکے سے کھول دیا۔ طوطا کھڑکی کی راہ سیدھا باہر اُڑتا چلا گیا۔ خوشی اور سکون کا ایسا احساس اُنھیں زندگی میں کبھی نہ ملا تھا۔ اُسی احساس نے ان کے آنسوؤں کو ایک بار اور راہ دے دی۔ وہ پھپک پھپک کر رونے لگے۔

باہر کار کے رُکنے کی آواز آئی۔ پھر بند دروازے چرچرائے اور ایک ایک کر کے سب گھر میں داخل ہوئے۔ جاوید میاں برسوں کے بچھڑے ہوؤں کی طرح جا کر ایک دم ممی سے لپٹ گئے۔

خالی پنجرہ دیکھ کر سب سوالوں کی بوچھار کیے دے رہے تھے۔

"مٹھّو کہاں گیا؟"

"مٹھّو کیسے اُڑا؟"

"مٹھّو کو کون لے گیا؟"

.........لیکن صرف ممّی جانتی تھیں کہ مٹھّو کیسے اُڑا۔

معنی واشارات

قیامت مچانا	-	شور و غل کرنا	دِل بجھنا	-	اُداس ہونا
پلّے نہ پڑنا	-	سمجھ میں نہ آنا	مہیا ہونا	-	موجود ہونا
ماجرا	-	واقعہ	منہ بسورنا	-	بری صورت بنانا
عیش کرنا	-	خوشی سے زندگی گزارنا	بے کلی	-	بے چینی
سروکار	-	نسبت، تعلق	بھوک چمک اُٹھنا	-	بہت بھوک لگنا
پگھلنے کا نام نہ لینا	-	نہ ماننا	آنسوؤں کو راہ ملنا	-	رونا

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

۱۔ کچن میں کون گھس آئے؟

۲۔ جاوید میاں مٹھو کیوں خریدنا چاہتے تھے؟

۳۔ ممّی نے اُداس نگاہوں سے پنجرے کو کیوں دیکھا؟

۴۔ جاوید میاں نے رونا کیوں شروع کیا؟

۵۔ ممّی چھے روپے دینے پر کیوں مجبور ہو گئیں؟

۶۔ جاوید میاں اسکول سے لوٹے تو پنجرے میں کیا دیکھا؟

۷۔ جاوید میاں کا دل کیوں بجھ گیا؟

۸۔ ممّی نے مٹھو کے بھوکا رہنے کی کیا وجہ بتائی؟

۹۔ پپو نے مٹھو سے کیا پوچھا؟

۱۰۔ اتوار کے دن سب لوگ کہاں جا رہے تھے؟

مختصر جواب لکھیے :

۱۔ جاوید میاں مٹھو کے پاس پہنچ کر کیوں خوش ہوئے؟

۲۔ جاوید میاں اور مٹھو میں کون سی باتیں ایک جیسی تھیں؟

۳۔ جاوید میاں پھپک پھپک کر کیوں روئے؟

غور کر کے بتائیے

4LBT4E

۱۔ اس کہانی کا عنوان 'بند دروازے' کیوں رکھا گیا ہے؟

۲۔ جاوید میاں کو گھر پر کیوں اکیلا چھوڑا گیا؟

لفظوں کا کھیل

دیے گئے الفاظ کے گروہ میں غیر متعلق لفظ پہچان کر اسے دائرے سے باہر لکھیے :

- گھر، مکان، بنگلہ، پنجرہ، دیوان خانہ
- کرسی، صوفہ، پلنگ، سیڑھی، دیوان
- طوطا، مرغا، کبوتر، بطخ، کوّا
- دودھ، دہی، گھی، مکھن، لڈو
- کیرم، تاش، لوڈو، شطرنج، کرکٹ

اضافی معلومات

اس سبق میں 'یاد واد' اور 'دِلّی وِلّی' جیسے مرکب الفاظ آئے ہیں۔ ان میں پہلا لفظ تو معنی دیتا ہے لیکن دوسرے لفظ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ ایسے بے معنی الفاظ کو مہمل کہتے ہیں۔

سرگرمی/ منصوبہ :

تلاش و جستجو

جال لے کر اُڑ جانے والے کبوتروں کی کہانی اپنے استاد/ سرپرست کی مدد سے معلوم کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

آیئے، زبان سیکھیں

مرکب الفاظ

- ذیل کے الفاظ کو توجہ سے پڑھیے:

حاجت روا، مردم شماری، حق پرستی، خبر گیری، باضابطہ، وضع قطع، غم خوار، بے طلب، سبزہ زار، سحر انگیز، دندانے دار، کس بل، من گھڑت، خوش آواز، زمزمہ پرداز، اسپیس شٹل، صراطِ مستقیم۔

یہ سارے الفاظ آپ کی کتاب کے اسباق میں آئے ہیں۔ ان کی ایک خاص بناوٹ ہے یعنی یہ دو دو لفظوں سے مل کر بنے ہیں۔ ان میں وضع قطع/ کس بل/ اسپیس شٹل ایسے جوڑ ہیں جن میں دونوں الفاظ الگ الگ معنی رکھتے ہیں مگر دونوں کے ساتھ میں آنے سے ان کے معنی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً

وضع = بناوٹ + قطع = کاٹ - وضع قطع = دِکھاوا، ظاہری حُلیہ

کس = مضبوطی + بل = طاقت - کس بل = ہمت، طاقت

اسپیس = خلا + شٹل = ایک ہی راستے پر چلنے والی گاڑی - اسپیس شٹل = خلائی جہاز

یہ تینوں مثالیں مرکب الفاظ کی ہیں۔

دیگر مثالیں : بیل گاڑی، پن چکی، پوسٹ مین، رات دن، کتب خانہ، جگت گرو، پھول بن، بال واڑی، میڈیکل کیمپ، وغیرہ

- مہمل لفظوں سے بنے پانچ مرکب فقرے لکھیے۔
- پڑھے گئے اسباق اور نظموں میں مرکب الفاظ کی دو دو مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔

ہائے مختفی

- ان لفظوں کو بلند آواز سے پڑھیے اور ان کی آخری آواز پر توجہ دیجیے:

بچہ، اندازہ، ہفتہ، شیشہ، پیالہ، سراسیمہ، ضابطہ، پردہ

آپ نے سنا کہ ان لفظوں کے آخر میں 'آ' کی آواز سنائی دیتی ہے لیکن انھیں لکھتے وقت آخر میں 'الف' نہیں لکھتے بلکہ 'ہ' لکھتے ہیں (اندازہ/ پردہ)۔ دوسرے لفظوں کے آخر میں بھی 'ہ' لکھتے ہیں جس کی شکل ذرا الگ ہے (بچہ، ہفتہ)۔ ایسی 'ہ' کو 'ہائے مختفی' کہتے ہیں (یعنی چھپی ہوئی ہ)۔

تلاش و جستجو

پڑھے گئے اسباق سے 'ہائے مختفی' کی دوسری چار مثالیں تلاش کر کے لکھیے۔